© rasailojaraid.com

بحث و نظر

"طلوعِ اسلام" کا جائزہ!

ع : شکوۂ "پرویز" سے خاکم بدہن ہے مجھ کو

(از جناب ملک ابو یحییٰ امام خاں صاحب نوشہروی ۔ لاہور)

رسالہ "طلوع اسلام" حدیث پاک اور مسلک حدیث و سنت اور اس کے حاملین کے متعلق ہر ماہ کچھ نہ کچھ پھلجھڑیاں چھوڑتا رہتا ہے ـــــ جناب محترم مولانا ملک ابو یحییٰ امام خاں صاحب زاد مجدہ نے تہیہ فرمالیا ہے کہ حسب ضرورت "طلوع اسلام کا جائزہ" لیا کریں گے ۔ زیر نظر مقالہ سے اس کی ابتداء فرما رہے ہیں۔

حدیث شریف اور محدثین کرام کے بارے میں سالہا سال سے "طلوع اسلام" کا جو "جارحانہ" اور دل آزار رویہ چلا آرہا ہے ۔ اس کی وجہ سے قدرتی طور پر ملک صاحب کے لہجے میں خشکی بلکہ قدرے تلخی محسوس ہوتی ہے۔ ہم عرض کریں گے کہ ملک صاحب آئندہ اس میں زیادہ احتیاط کو کام میں لائیں ۔ ہمارے اسلاف عظام محدثین کرام کا طریق تنقید سب فرقوں سے زیادہ سنجیدہ رہا ہے ۔ وکفی بھم قدوۃ ۔ (رحیق)

جدید الفکر مدعیان عمل بالقرآن" و تمسک بہ اسوہ حسنہ" (بقول جناب پرویز) کے دلدادہ ہماری طرف سے مذکورہ عنوان کو مستقل سمجھیں ۔ جہاں تک ممکن ہوا ہم حضرت پرویز کی تحریریں پیش کریں گے "ان تؤدوا الامانات الی اھلھا" کے مطابق کسی تطفیف کے بغیر ان کا حق ان کی نذر کیا جائیگا اور ان کے خلاف مدرسۂ فکر کا استحقاق ان کے دامن میں بھر دیا جائے گا۔

امرت ان اکون من المسلمین	ایک تو مجھے خدا کی طرف سے مسلمان رہنے
وان اتلوا القرآن فمن اھتدیٰ	کا حکم دیا گیا ہے دوسرے یہ کہ میں لوگوں
فانما یھتدی لنفسہ و	کو قرآن کی تبلیغ کروں جو شخص اس تبلیغ سے
من ضل فقل انما انا	اثر قبول کرے اس کا اپنا فائدہ ہے اور جو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

من المنذرین (۲۷: ۹۳-۹۲) اسے ٹھکرا دے اسے کہئیے اب تمہاری

خوشی۔ میں نے تمہیں تمہارے برے انجام سے آگاہ کر دیا ہے۔

ایک تحریر میں فرماتے ہیں جناب پرویز!

...... لہذا تمسک بالکتاب کسی گروہ بندی سے حاصل نہیں ہوگا۔ اس کے لئے تو ضرورت ہے کہ تمام انسانی مرکزوں سے منہ موڑ کر احکام قرآنی کو اسوۂ حسنہ کی روشنی میں دیکھتے ہوئے واجب الاتباع سمجھا جائے۔ (طلوع اسلام دہلی ایڈیشن بابت مارچ ۱۹۴۰ء ص ۲۶)

اے یاران نکتہ سنج! پرویز صاحب کی اس تحریر میں ہمارا مرکز گفتگو لفظ "اسوہ حسنہ" ہے جو قرآن میں ایک مرتبہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی پیروی کے بارے میں آیا۔ اور ایک ہی مرتبہ حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے لئے ارشاد ہوا۔ ہم اختصار مطلب کے لئے صرف اسوۂ حسنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے "واجب الاتباع" سمجھنے پر گفتگو کرتے ہیں۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ (۳۳: ۲۱)

رسول اللہ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی میں ہر اس شخص کے لئے نفع ہے جو خدا کی رضا اور ثواب اخروی کا خواہاں ہو۔

پرویز صاحب نے اوپر کی سطور میں اسوۂ حسنہ کو وہی معنی پہناتے ہیں جو ان کے سوا تمام مدرسہ ہائے فکر کے مسلمان کہتے اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔ اگر ہماری یہ توجیح صحیح ہے تو پرویز صاحب کے اور ہمارے درمیان کوئی فاصلہ نہ رہنا چاہیئے تھا۔ لیکن ممدوح اس پر قانع نہ رہے اور اسی جنوری ۱۹۴۰ء کے رسالہ کے صفحہ (۲۵) پر فرما دیا۔

"چونکہ حالات مزاولت زمانہ سے بدلتے رہتے ہیں اس لئے ان کے متعلق احکام بھی اٹل نہیں ہو سکتے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی تو یہ ہے کہ جو شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدون فرمائی اسے حرف آخر سمجھ کر قبول کر لیا جائے لیکن جب ہم پرویز صاحب کی دوسری عبارت دیکھتے ہیں کہ ــــ "احکام بھی اٹل نہیں ہو سکتے" تو ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پرویز صاحب اپنے دعوے کی تردید خود ہی کر بیٹھے ہیں۔ یہ کیسے داعی ہیں؟

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہ سہی اسوۂ حسنہ کی پیروی نہ سہی! اور آپ کا "اٹل" دعوےٰ ہی درست سہی لیکن قرآن سے اس کی دلیل بھی تو ہونا چاہیئے؟ اچھا! ع

امتحاں اور بھی باقی ہوں تو یہ بھی نہ سہی

آپ ربع صدی سے "معاشرہ" ہی کو اس کی ضرورت کے مطابق قوانین شریعت مدون کرنے کا استحقاق بخش رہے ہیں۔ اور معاشرہ کے لئے شروع شروع میں کوئی تبدیلی نہ تھی لیکن حال میں آپ نے اسے بھی محدود فرما دیا ہے۔

"قرآن نے جن اصولوں کی جزئیات خود متعین نہیں کیں ان سے مقصود یہ ہے کہ ان میں زمانہ کے بدلتے ہوئے تقاضوں کے مطابق ردّ و بدل ہو سکتا ہے[1] اگر انہیں بھی غیر متبدل رکھنا مقصود ہوتا تو قرآن ان کی تصریح بھی کر دیتا۔ ان اصولوں کی جزئیات سب سے پہلے نبی اکرم نے صحابہ کے مشورہ سے متعین فرمائیں حضور کو مشورہ کا یہ حکم قرآن نے دیا تھا۔

(۴) رسول اللہ کے بعد، یہ سلسلہ زمانہ خلافت راشدہ میں بھی جاری رہا۔

(۵) اگر خلافت علی منہاج رسالت کا یہ سلسلہ جاری رہتا تو یہ تقاضائے حالات اور احکام میں ردّ و بدل اور حک و اضافہ ہوتا رہتا (بد قسمتی سے) یہ سلسلہ رک گیا۔"

(طلوع اسلام نومبر ۱۹۵۸ء ص ۳۸)

احکام شریعت میں "حک" تو پرویز صاحب اور آپ کے اسلاف لاہور و امرتسر اور گوجرانوالہ نے بہت کچھ فرما دیا ہے۔ حتیٰ کہ جناب پرویز نے اپنے متحکک مقالات ایک کتاب "مقام حدیث" کے نام سے چھاپ بھی دیئے ہیں من شاء فاتخذ الی ربہ سبیلا۔ ان متحککین کے دوسرے ارباب طائفہ نے ۵ نمازوں کو ۴، ۳ اور دو تک "حکگ" فرما دیا۔ اس پر بھی آپ کی تحکیک ختم نہ ہوئی تو نماز میں قبلہ کو دراء ظہور ہم کرنے کے بعد ینقلب علی عقبیہ (۲: ۱۴۳) کی صورت میں کھڑے ہو گئے۔

احکام حج میں ان حضرات نے اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ (۲: ۱۹۷) میں اپنی تحکیک

[1] اور یہی ادارہ ثقافت کہتا ہے۔ رحیق۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انیق کے سہارے "الحج اشہر غیر معلومات" تحکک فرماکر موسم حج میں بھی اضافہ فرمادیا[1]۔ اور تو اور احرام کی بجائے "خرام" اور خطبۃ الحج کی بجائے واپسی پر گل برگ میں جملہ بزم ہائے طلوع اسلام کی روئداد کی سماعت قرار پایا۔ روزوں میں من شہد منکم الشہر فلیصمہ (۲: ۱۸۱) کے ضمیر "ھو" کا مرجع "الشہر" کی بجائے ثلثۃ ایام اور تسعۃ فقط[2] قرار دیا۔ اب رہا اضافہ احکام! جس کے لئے بقول اقبال شاہیں کا جگر اور شیر کا دل ہونا چاہیئے تاکہ قرآنی احباب (بقول جناب پرویز) اسی قرآن کی سورت انفال و توبہ پر توجہ فرمائیں۔ مگر چوہدری صاحب نے ان صورتوں کو لفظاً بحال اور عملاً منسوخ العمل قرار دیتے ہوئے توبہ میں مشرکین کو دنیا میں ہم مہینہ کی مہلت دینے کی بجائے قیام حشر کے بعد چوتھے مہینہ تک اضافہ فرما دیا ہے اور اپنی اس دنیا میں ان مسلمانوں کو بھی ان مشرکین کے زمرہ میں داخل کر دیا جو اسوہ حسنہ رسول کی متابعت فرض سمجھتے ہیں ؎

واجب القتل اس نے ٹھہرایا
آیتوں سے روایتوں سے مجھے

اور اس زمرہ میں نمازوں کے اندر اللہ اکبر پکارنے والوں کو بھی شامل کر دیا گیا۔ یہ الفاظ کن لوگوں کی زبانوں پر ہیں جو ہمیں ما وجدنا[2] ۔۔۔۔ و ۔۔۔ ما الفینا[3] منطوق ٹھہرا کر یہودیت کی گود میں دھکیل رہے ہیں ع

شان ہے تیری کبریائی کی

بات بات پر معاشرہ[4]! ہائے معاشرہ! وائے معاشرہ! اے وائے معاشرہ! کے ساتھ قرآنی

---

[1] اور زکوٰۃ میں بھی پرویز صاحب نے "حک" فرما دیا ہے کہ اس میں نصاب کا انکار کر دیا ہے۔ بہانہ یہ کہ قرآن میں اس کا ذکر نہیں۔ "ادارہ ثقافت" بھی اس "حک و اضافہ" میں پرویز صاحب کے ساتھ شریک ہے۔ دیکھئے مقام حدیث از مولانا محمد جعفر صاحب پھلواری (ص۳) اس کے بعد فرمایا ہے۔ "حکومت اسلامیہ اپنے حالات، ماحول، معیار زندگی، آمد و خرچ غرض تمام مقتضیات کو سامنے رکھ کر ایک نصاب مقرر کر دے۔۔۔۔ معیار نہ چاندی ہے نہ سونا "تقوم ہے" (ص۸) یعنی ہر حکومت اسلامیہ کو "مقام رسالت" حاصل ہے بئسما یامرکم بہ ایمانکم (رحیق) [2] طلوع اسلام دہلی ایڈیشن بابت جنوری سنہ ۴۹ء ص۱۵ سطر ۱۵ [3] ایضاً ص۱ سطر ۲۰ [4] اور "معاشرہ" کو مقام رسالت و اطاعت اور حق تقنین و تحکیم "ادارہ ثقافت" نے بھی دیا ہے اور اسی لئے ہم سمجھتے ہیں کہ ادارہ "طلوع اسلام" اور "ادارہ ثقافت" دونوں کا مقصد ایک ہے۔ (رحیق)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مشرکین اور کفار کو سیدھے راہ پر لانے کے لئے کوئی آیت نہیں! اگر شمشیر و سناں اوّل یہی ہے تو طاؤس و رباب آخر کیا ہوگا؟ طلوع اسلام، اس کا لٹریچر پڑھنا اور تقسیم کرنا۔ تینوں کے سائے میں پل کر جواں ہونا! احکام میں اضافہ ہوگیا! چودھری صاحب اب آپ ایسے شہر میں ہیں جہاں پہلے سے آپ کے نظریہ کے خلاف لفظ لفظ پر نظر رکھنے والے لوگ موجود ہیں جو آپ کے مبلغ علم و ادراک و استنتاج کو آپ سے زیادہ سمجھتے ہیں ؎

رہیں نہ رند یہ زاہد کے بس کی بات نہیں
تمام شہر ہے دو چار دس کی بات نہیں

الغرض! یہاں نکتہ تحت البناء نمبر ۵ کے لکیر شدہ الفاظ ہیں۔

یہ کہ آپ لفظ خلافتِ راشدہ جو استعمال کرتے ہیں تو یہ حدیث کے الفاظ ہیں جن سے تعبیر حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور صاحبین ختنین سیدنا عثمانؓ و علیؓ ہر چہار کا عہد خلافت ہے جسے خلافتِ راشدہ تسلیم کرنے کے لئے اس حدیث کی صحت کو بھی تسلیم کرنا لازم ہے لیکن حدیث کی سب سے زیادہ ممتاز کتب صحیحین کو تو آپ مجموعہ خرافات کہتے ہیں ؟ کیا صاحب دعوت کے دعاوی کا مبنیٰ ایسا ہی ہونا چاہیئے کہ جس شے کو خرافات بتائے اسی کی پناہ میں آ بیٹھے۔ قرآن جس کی کفایت کے آپ مدعی ہیں وہ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔ (۶۱: ۲) سے تلقین کرتا ہے کہ جس بات کو زبان سے کہو اس پر عمل بھی کرو۔ ورنہ اول النہار میں ایمان لانا اور غروب آفتاب سے قبل کفر کی گود میں جا بیٹھنا ہے (۳، ۶۵) آپ خود کو داعی کہتے ہیں۔ داعی کے صفات میں یہ گروش تو نہ ہونا چاہیئے۔ اور اگر ہونا ہی چاہیئے تو ہمیں بھی وہ آیت بتا دیجئے جس کے مطابق اتنی گنجائش ہو۔ کہ جس بات سے ہمارے دعوے کی تائید ہوتی ہے اگر وہ خرافیات میں سے بھی ہو تو وقت پر اس سے کام لینا عین قرآن ہو۔ مگر قرآن کتمانِ شہادت کو اِثْمٌ (۲: ۲۱۶) قرار دیتا ہے اور آپ کا یہ رویہ کتمان سے مبرّا نہیں کہ آپ حدیث کو خرافیات بھی کہتے ہیں کہ اسے اپنی شہادت میں بھی پیش کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ آپ (پرویز صاحب) نے بزبان قرآن کتمان کو کفر تک بتا دیا ہے۔ اِقْرَاْ كِتَابَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا (۱۷: ۵۵)

؎ کفر و ناسپاسی اس بات کا نام ہے کہ جو چیز جس مصرف کے لئے دی گئی ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس سے وہ فائدہ نہ اٹھایا جائے بلکہ اسے اپنے لائحہ زندگی میں اپنے اپنے رجحانات اور فیصلہ ذہنی کے لئے جگہ دی جائے۔" (طلوع اسلام جنوری ۱۹۴۲ء)

اے صاحب کیا آپ کے نزدیک حدیث کا درجہ افکار مطلق کا نہیں؟ پھر آپ اسے اپنے لائحہ زندگی میں اپنے اس رجحانات کی تائید میں کیوں پیش کرتے ہیں؟ کیا ایسا کرنا آپ کے نزدیک از روئے قرآن کفر نہیں؟ پرویز صاحب ایسا بھلپن بھی کیا۔ آپ ہی نے تو فرمایا ہے کہ:

"مثلاً اللہ تعالےٰ کے عطا کردہ مال کا صحیح مقصد یہ ہے کہ اسے ذاتی اور ملی ضروریات میں صرف کیا جائے لیکن جو لوگ اس مصرف کے برعکس خرچ کرنے کی بجائے اسے دبا رکھتے ہیں ان کو قرآن کریم نے کفار قرار دیا ہے۔

الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل ویکتمون ما اٰتٰھم اللہ من فضلہ۔ الآیہ (۴: ۱۷)

"لہذا اپنی زندگی میں قرآن کریم کو اس کی صحیح جگہ پہ نہ رکھنا۔ ہر معاملہ اور ہر مسئلہ میں خالی الذہن ہو کر اسی کی روشنی میں قدم نہ اٹھانا قرآن کی نظر میں کفر ہے ایمان نہیں"

(طلوع اسلام دہلی ایڈیشن بابت ماہ جنوری ۱۹۴۲ء ص۱۱)

اگر آپ نے یہ حروف خالی الذہن ہو کر لکھے ہیں تو ۱۹۵۸ء میں آپ کا خلافت راشدہ کو تسلیم کرنا اور اس کے رواج کی تبلیغ کرنا قرآن کی نفی میں کفر نہیں؟ کیونکہ "خلافتِ راشدہ" کا لفظ قرآن میں نہیں، وہ تو احادیث میں وارد شدہ الفاظ کی بنا پر ہے۔

آپ دین کی باتیں ناقابلِ تسلیم ماخذ (حدیث) سے پیش کیوں کر رہے ہیں۔ بقائمی ہوش و حواس اپنا دعوےٰ اور دلیل پیش کیجئے۔

لفظ خلافت راشدہ کے استعمال پر دوسرا سوال یہ ہے اگر حدیث سے تمسک مقصود ہی ہو تو خلفائے اربعہ کے زمانہ نظم ونسق کے بعد کوئی قومی اور ملی نظام خلافت راشدہ سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا اور اگر کیا جا سکتا ہے تو جناب پرویز! آپ کو حدیث ہی سے اس کی دلیل بیان کرنا چاہیئے۔ تاکہ ہمیں اپنے سوال کا جواب مل جائے یعنی خلافت راشدہ تو حضرت علیؓ کی وفات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے ساتھ ختم ہوگئی اس کے بعد سب کچھ سہی مگر خلافت راشدہ نہیں اور اس کو مثال میں پیش کرنا حدیث کی بجائے حدیث النفس ہی تو ہؤا۔

اور تیسرا سوال یہ ہے | آپ نے یہ تحریک آج سے ربع صدی قبل شروع کی جو اب (۱۴ اکتوبر ۱۹۵۸ء) کو پروان چڑھ گئی ہے کہ اس روز گلبرگ لاہور میں آپ کے دعوت کدے پر (۲۶) بزم ہائے طلوع اسلام کے نام آوروں کے ساتھ بے شمار لاہور کے ارباب فہم و ادراک بھی شریک جلسہ ہوئے (طلوع اسلام نومبر ۱۹۵۹ء صہ ۳۱)

جس بزم میں لائحہ عمل پر غور کیا گیا الیٰ آخر الحروف!

مجھے یہ دریافت کرنا ہے کہ اگر ربع صدی کے بعد بھی آپ نے خلافت علی منہاج رسالت کا یہ سلسلہ قائم نہیں کیا تو کیا یہ امر ۲۵ سال کا کاتا ہؤا سوت اُتن کر پھینک دینا نہیں۔ کَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا (۱۶ : ۹۴)۔(مانند اس عورت کے جس نے ۲۵ سال تک کاتنے کے بعد ۱۴ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو کاتا ہؤا ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینک دیا ہو) اور اپنا سلسلہ خلافت علی منہاج رسالت سے مربوط کرنے کی بجائے اس "ربط باہمی" میں اپنی بزموں کی اسس نمائش پر فخر کیا۔ جو

"انہوں نے محترم پرویز صاحب کی تقاریر کو ٹیپ ریکارڈ میں محفوظ کر کے مختلف اجتماعات میں سنانا شروع کیا ہے" (طلوع اسلام نومبر ۱۹۵۸ء صہ ۳۲ کا آخر)

مگر افسوس | یہ اجتماع مبارک ہوتا اگر اس روز (۱۴ اکتوبر ۱۹۵۸ء کے روز) مرکزی بزم گلبرگ لاہور کا رشتہ خلافت علی منہاج رسالت سے جوڑ دیا جاتا۔ بایں مناسبت کہ اگر خلافت علی منہاج رسالت سے مراد از حضرت ابو بکر تا بہ علی ہے تو گلبرگ لاہور کا سقیفہ بنی ساعدہ سے مناسبت حاصل ہے سقیفہ بھی اصل بستی (مدینہ) سے باہر ایک محلہ سا تھا اور گلبرگ بھی لاہور کے باہر ایک محلہ ہی کی مانند ہے مزید برآں یہ کہ گلبرگ کے اجتماع کو بعض اعتبارات سے سقیفہ بنی ساعدہ کے مجمع پر برتری ہے۔ سقیفہ میں دو مختلف زاویئے پیش ہوئے۔

(۱) خلافت رسالت انصار میں رہنا چاہیئے اور امیر سعد بن عبادہ ہوں۔

(۲) خلافت رسالت مہاجرین مکہ میں رہنا چاہیئے اور امیر وہ صاحب ہوں جنہیں موجودہ شرکائے جلسہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ترجیح دیں۔

بخلاف اس کے گلبرگی اجتماع بصورت اجتماع متشکل ہوا ایک ہی مدرسہ فکر کے حضرات۔ اور سب کی زبان پر ایک ہی صاحب کی مدح تھی۔ پرویز صاحب نے متبرّئین سنت کے دوسرے مدرسہ ہائے فکر کے لوگوں کا اجتماع میں شریک ہونا بند کر دیا تھا۔ ملاحظہ ہو طلوع اسلام نومبر صفحہ ۴۳ عنوان "فرقہ اہل قرآن کے حضرات":

"وضاحت کی گئی ہے کہ اصولی ہدایات کی رو سے بزم کا ممبر وہی بن سکتا ہے جو طلوع اسلام کی طرف پیش کردہ قرآنی فکر سے کلیۃً متفق ہو۔ ممبر بننے کے بعد اسے اس کی اجازت نہیں کہ وہ کسی اور مسلک وعقیدہ کی تبلیغ کرے اگر کوئی صاحب ایسا کرتے ہیں تو اصولی ہدایات کے مطابق انہیں بزم کی رکنیت سے خارج کیا جاسکتا ہے

اور یہی ہوا "خطہ یونان گجرات" (بقول عرشی صاحب بصورت روایت پرستی از شیخ عطاء اللہ وکیل گجرات از سر سید احمد خاں) کے "اہل قرآن" کا وہ گروہ جو علی منہاج نبوت ورسالت کو شرک کہتا ہے" درویشی بھی پرویزی ہے پرویزی بھی پرویزی" پڑھ کر "خطہ یونان" ہی میں بیٹھے رہے۔ ادھر اجتماع امت کے تحفظات یہاں تک ہونے کے باوجود رشتہ خلافت علی منہاج الرسالت سے بھی مربوط نہ ہو سکا۔

انسان ہی تو ہے چوہدری صاحب (حضرت پرویز سلمہ اللہ) وقت کی اہمیت نہ سمجھ سکے۔ حالانکہ داعی وقت کا نباض ہے۔ لیکن جب اسے نباضی سے پہلے یہ موقعہ مل جائے "تو حال اور مستقبل دونوں اس کی مٹھی میں ہوتے ہیں ھو یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید

ع۔ نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

لاہور کے سقیفہ بنی ساعدہ گلبرگ کا یہ اجتماع امت جس میں برنفس چوہدری پرویز صاحب!

رین بسیرا رات کو سونے کا انتظام شامیانوں کے نیچے (شامیوں کے نیچے ایسی ہی فصیح زبان ہے جیسے "حالات مزاولت زمانہ" بلیغ اردو ہے) یہ قرآنی احباب قریب ایک سال کے بعد ایک دوسرے سے ملے تھے (ملے تھے کہاں کی زبان ہے؟) اس لئے ان کے دل میں "شوق وصل و شکوہ ہجراں" (اب پہلا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جملہ صحیح ثابت ہوا) سے متعلق بہت سی باتیں جمع تھیں جن کے لئے یہ فرصت کے لمحات غنیمت سمجھے گئے چنانچہ بہت رات گئے تک یہ مخلص احباب مصروف گفت و شنید رہے ر ظاہر ہے کہ ان کی گفتگو کا محور قرآن ہی تھا۔

(طلوع اسلام نومبر ۱۹۵۸ء صفحہ ۳۷)

اور ظاہر ہے کہ یہ "قرآنی احباب" اپنے چوہدری صاحب کی وقت شناسی پر: یَا حَسْرَتَا عَلٰی مَا فَرَّطْتُ فِی جَنْبِ خِلَافَتٍ عَلٰی مِنْهَاجِ الرِّسَالَتِ! وَاِنْ کُنْتُ لَمِنَ السَّاخِرِیْنَ! دہراتے رہے ہوں گے۔

(بقیہ از صفحہ ۳۱۲)

لیکن مشورہ یہ عرض کرنا ہے کہ تبلیغی رسالوں میں خصوصاً حدیثیں وہی درج کرنی چاہئیں جو معیاری اسناد والی ہوں، امام غزالی کا پایہ فنِ حدیث میں اونچا نہیں ہے ـــ اسی طرح ص۱۴ سطر ۲۳ پر آیت پاک کا ترجمہ صاف نہیں ـــ ص۱۸ آخری سطر میں "تلقب" کی بجائے "تلعب" پڑھا جائے۔ کتابت کی غلطی ہے۔

ضروری اطلاع

بارہ ہزار احادیث نبوی کا بیش بہا اور قابل قدر مجموعہ یعنی صحیح مسلم شریف مترجم مع شرح نووی جو صحت طباعت میں بے مثل اور بے نظیر ہے۔ ۶ جلدوں میں کامل چھپ کر تیار ہوگئی ہے فی جلد قیمت ۸ روپے محصولڈاک فی جلد ایک روپیہ۔

مکتبہ شعیب برنس روڈ۔ کراچی نمبر ا

ایک نئی کتاب

سیرت سید احمد شہید جلد اوّل

مصنفہ مولانا ابوالحسن ندوی

کی کتاب حال ہی میں طبع ہو کر آئی ہے جس کی عمدگی کے لئے مولانا موصوف کا نام نامی کافی ہے۔ قیمت مجلد -/۸/۸ روپے

المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ۔ لاہور

© rasailojaraid.com